مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کا ماہوار رسالہ
اگست ۲۰۲۵

النداء

بھائی چارہ

فہرست مضامین

مجلس
خدام الاحمدیہ
کینیڈا

صدر مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا
شاہ رخ رضوان عابد صاحب مربی سلسلہ

مہتمم اشاعت
عدنان منگلا

مدیر اعلیٰ
عبد النور عابد صاحب مربی سلسلہ

مدیر حصہ اردو
حصور احمد ایقان

ٹیم
عطاء الکریم گوہر
ثمر فراز خواجہ
اسد علی ملک
فراست احمد بشارت

چیئرمین - ریویو بورڈ
احمد ساہی

ٹیم ممبران - ریویو بورڈ
فرحان اقبال صاحب مربی سلسلہ
نبیل مرزا صاحب مربی سلسلہ
فرخ طاہر صاحب مربی سلسلہ

ڈیزائنر
حنان احمد قریشی

فہرست مضامین	صفحہ نمبر
قال اللہ	1
قال الرسول	2
کلام الامام امام الکلام	3
فرمان خلیفۂ وقت	5
بھائی چارہ اور اخوت، جو اپنے لیے پسند کرو وہ اپنے بھائی کے لیے بھی کرو	7
ایک رفیق ایک تعارف، حضرت بھائی عبد الرحمٰن قادیانیؓ	12
جامع الترمذی کا تعارف	16
بھائی چارے و اخوت کا تقاضا کیا ہے؟ (اقتباسات)	20

اگر آپ خدام الاحمدیہ کینیڈا کے ماہانہ رسالہ النداء میں کوئی مضمون یا اپنی کوئی نظم بھجوانا چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل ای میل پر ہم سے رابطہ کریں۔

ISHAAT@KHUDDAM.CA

قال اللّٰہ

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

مومن تو بھائی بھائی ہی ہوتے ہیں۔ پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کروایا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

سورۃ الحجرات، آیت 11

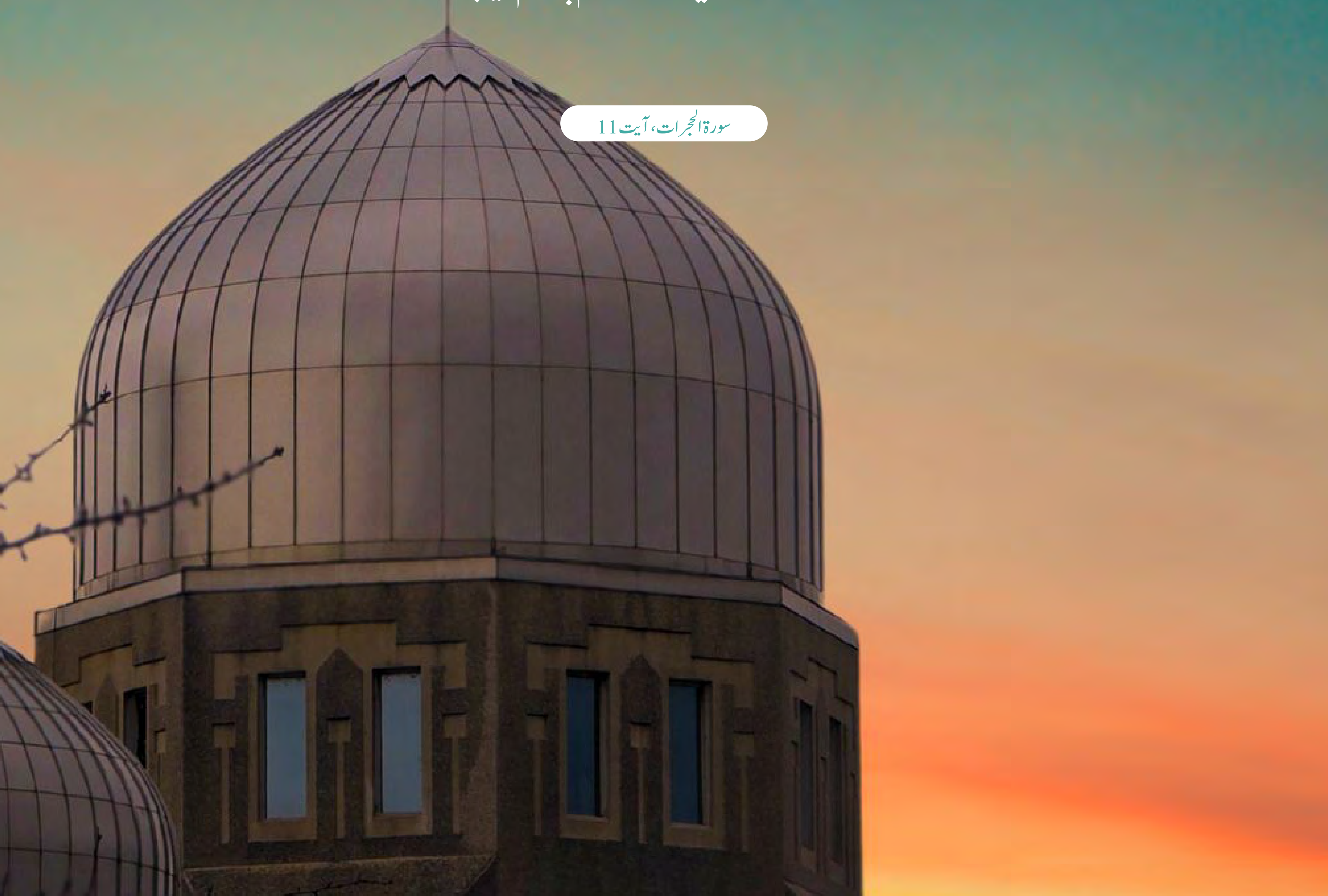

قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ.“

حضرت انس ؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپ ؐ نے فرمایا:
”تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہ بات پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔“

(صحیح البخاری، کتاب الإیمان، بَاب: مِنَ الْإِيْمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ)

کلام الامام
امام الکلام

”تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۲-۱۳)

فرمان

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”پس آج تعارف اور اخوت کے معیاروں میں ایسی وسعت پیدا ہو گئی ہے جو بے مثال ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ قادیان کا رہنے والا ایک عام کارکن امریکہ کے رہنے والوں اور روس کے رہنے والوں سے ملتا ہے۔ یا عرب کا رہنے والا یورپ کے رہنے والوں سے ملتا ہے یا سب جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو وہ روح نظر آتی ہے جو مومنین کے اخوت کے وصف کو نمایاں کرتی ہے اور یہ روح اس وصف کو نمایاں کرنے والی ہونی چاہئے۔ اگر کسی کے دل میں نخوت ہے تو وہ اپنے بھائیوں سے اس اخوّت کے جذبے کے تحت نہیں ملتا۔ یا ایک شہر کا رہنے والا امیر اپنے غریب بھائی کو چاہے وہ اُسے جانتا ہے یا نہیں یا اُس کے تعلقات اچھے ہیں یا کمزور یار نجشیں ہیں یا شکایتیں، جب تک سب کدورتیں مٹا کر، سب بڑائی اور امیری اور غریبی کے فرق مٹا کر اخوت اور بھائی چارے کے نمونے نہیں دکھاتے تو پھر جلسے کی تقریریں ایسے شامل ہونے والوں کو کوئی فائدہ نہیں دیں گی، نہ ہی وہاں کا ماحول اُن کو کوئی فائدہ دے سکے گا۔ جلسے پر آنا بھی بے فائدہ ہو گا۔ قادیان کا روحانی ماحول بھی ایسے شخص کے دل کی سختی کی وجہ سے اُس کے لئے روحانیت سے خالی ہو گا۔ پس اگر جلسہ کے مقصد سے بھرپور فائدہ اُٹھانا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے سب شامل ہونے والے جلسہ میں شامل ہوں جو جلسہ کے مقاصد میں سے ایسا اہم مقصد ہے جس کا آپ نے خاص طور پر ذکر فرمایا ہے۔ امیری، غریبی اور بڑے ہونے اور چھوٹے ہونے کے فرق کو مٹا دیں۔ ذاتی رنجشیں بھی ہیں تو یہاں اس ماحول میں وہ ایک دوسرے کے لئے اس طرح دُور کر دیں جیسے کبھی پیدا ہی نہیں ہوئی تھیں۔“

(خطبہ جمعہ ۲۷/ دسمبر ۲۰۱۳ء)

”بھائی چارہ اور اخوت، جو اپنے لیے پسند کرو وہ اپنے بھائی کے لیے بھی کرو“

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَۃٌ

مومن تو بھائی بھائی ہی ہوتے ہیں

اسلام کی اخلاقی عمارت کی بنیاد اخوت اور بھائی چارے پر رکھی گئی ہے قران کریم نے مومنوں کی ایک اہم نشانی بھائی چارہ قرار دی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَۃٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَ اَخَوَیۡکُمۡ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ (الحجرات:۱۱)

ترجمہ: مومن تو بھائی بھائی ہی ہوتے ہیں۔ پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کروایا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

مومنوں کا باہمی رشتہ ایک ایسا روحانی رشتہ ہے جو نسل، زبان، قومیت اور معاشی طبقے سے بلند تر ہے جو اپنے لیے پسند کرو وہ اپنے بھائی کے لیے بھی، کا روحانی مفہوم یہی ہے کہ انسان اپنے نفس کی خواہشات پر قابو پا کر دوسرے کے حق کو مقدم سمجھے اور معاشرہ باہمی محبت عدل اور خدمت سے مہکتا رہے۔

قران، حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ہدایات اور خلفائے احمدیت کے ارشادات اس سنہرے اصول کو نہ صرف واضح کرتے ہیں بلکہ اسے عملی زندگی میں اتارنے کے طریق بھی سکھاتے ہیں۔ ذیل میں اس اصول کی قرآنی بنیادیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی رہنمائی اور موجودہ زمانے کی زندہ مثالوں کے ساتھ ایک جامع گفتگو پیش کی جاتی ہے۔

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا ۪ وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا ۚ وَکُنۡتُمۡ عَلٰی شَفَا حُفۡرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَکُمۡ مِّنۡہَا ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَ

(آل عمران، آیت نمبر ۱۰۴)

ترجمہ: اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہوگئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچالیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ شاید تم ہدایت پاجاؤ۔

اس آیت کریمہ میں مومنوں کا آپس میں بھائی بھائی ہونا خدا کی ایک نعمت قرار دیا گیا ہے۔ پھر فرمایا:

وَیُؤۡثِرُوۡنَ عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ وَلَوۡ کَانَ بِہِمۡ خَصَاصَۃٌ (الحشر:۱۰)

ترجمہ: اور خود اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے باوجود اس کے کہ انہیں خود تنگی درپیش تھی۔

اس آیت کے آخر میں خدا تعالیٰ واضح الفاظ میں فرماتا ہے کہ یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت انسؓ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا:

”تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہ بات پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔“ (صحیح البخاری، کتاب الایمان)

یہ مختصر حدیث انتہائی جامع مضمون اپنے اندر رکھتی ہے اور بھائی چارے کے اس سنہرے اصول کو اخلاقی اور معاشرتی پیمانہ بنا دیتی ہے جس کے تحت کاروبار میں دیانت، زبان و قلم میں خیر خواہی، حتیٰ کہ آن لائن گفتگو اور کامنٹس میں ادب اور زندگی کے ہر شعبے میں دوسروں کے لیے سہولت مہیا کرنا، سب اسی حدیث کی عملی صورتیں ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی سیرت بھی اسی بات کا کامل ثبوت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر لحہ اپنے پیاروں کے دکھ اور تکلیف کے احساس سے ایک قسم کی تکلیف میں مبتلا رہتا تھا۔ آپ کی راتیں بھی انکی خاطر بے چینی میں گزرتیں اور دن بھی انکی تکالیف کو دور کرنے کے لیے تدابیر میں صرف ہوتے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کا ان الفاظ میں تذکرہ فرمایا ہے:-

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ (التوبہ:۱۲۸)

ترجمہ: یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جان سوزی اور رحمت و شفقت کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ساری جماعت مومنین کو آپس میں محبت اور اخوت کے رشتوں میں باندھ دیا۔ اور آسمان نے ان کے متعلق رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ (آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے) اور بُنۡیَانٌ مَّرۡصُوۡصٌ (سیسہ پلائی ہوئی دیوار) ہونے کی گواہی دی ہے۔ ہزار ہا ہزار درود و سلام ہوں اس پیارے محسن انسانیت پر جس کی تعلیم و تربیت اور فیض و محبت اور دعاؤں سے عرب کی وحشی قوم میں ایک ایسا انقلاب برپا کیا کہ وہ لوگ جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے، ہر قسم کے قبائل اور خاندانی تکبر میں بٹے ہوئے تھے، پشتوں سے بگڑے ہوئے تھے اور چھوٹی سی باتوں پر خاندان کے خاندان قتل کر دیا کرتے تھے، ان کے دل آپس میں بندھ گئے اور ان کو نہ صرف انسان بلکہ با اخلاق انسان بنا کر بالآخر با خدا انسان بنا دیا۔

محبت اور بھائی چارے کی ایک روشن مثال انصار و مہاجرین کا وہ تعلق ہے جو تاریخ اسلام میں سنہری حروف سے رقم ہے۔ جب مہاجرین مکہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر مدینہ آئے تو انصار نے نہ صرف ان کا کھلے دل سے استقبال کیا بلکہ اپنے گھر، باغات اور وسائل تک ان کے ساتھ بانٹ

دیے۔ وہ خود تکلیف اٹھا کر اپنے بھائیوں کو راحت پہنچانے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ بعد ازاں جب بنو نضیر کی زمین مسلمانوں کے قبضے میں آئی تو رسول اللہ ﷺ نے دو انصار کے سوا باقی ساری زمین مہاجرین کو دے دی۔ انصار نے اس فیصلے کو خوشی سے قبول کیا اور کسی قسم کی تنگ دلی کا اظہار نہ کیا۔ اللہ کو ان کی یہ بات پسند آئی اور ان کی مدح قرآن میں اس طرح بیان فرمائی:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (الانفال:۷۵)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے پناہ دی اور مدد کی یہی لوگ سچے مومن ہیں۔ ان کے لئے مغفرت ہے اور عزت والا رزق۔

اخوت اور بھائی چارے کی ایک سنہری مثال جنگ یرموک کا وہ موقع ہے جب حضرت عکرمہؓ، حضرت حارث بن ہشامؓ اور حضرت سہیل بن عمروؓ زخم کھا کر زمین پر گر پڑے۔ اس حالت میں حضرت عکرمہؓ نے پانی مانگا، جب پانی آیا تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت سہیلؓ پانی کی طرف دیکھ رہے ہیں انہوں نے کہا کہ پہلے سہیلؓ کو پلاؤ۔ حضرت سہیلؓ تک پانی لایا گیا تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت حارثؓ کی نظر بھی پانی پر ہے۔ بولے کہ انکو پہلے پلائو۔ بالآخر یہ ہوا کہ ان سب کے منہ میں پانی جانے سے قبل وہ باری باری اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ اور سب اپنے آخری لمحات میں اپنے بھائی کے لیے ایثار اور قربانی کی مثال قائم کر گئے۔ یہ سب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیضان کا نتیجہ تھا کہ وہ لوگ جو بات بات پر ایک دوسرے کا خون بہاتے تھے وہ آج ایک دوسرے کے لئے جان قربان کر رہے تھے۔

اس زمانے میں یہ فیضان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے ذریعہ جاری ہے۔ آپ کی جاری کردہ جماعت میں آج بھی ایسے مسلمان ہیں جو مسلسل ایثار، قربانی اور اخوت کے اعلیٰ معیار قائم کر رہے ہیں۔ مکرم منور احمد صاحب، اور ناصر محمود خان صاحب اس کی ایک مثال ہیں۔ سانحہ لاہور دار الذکر میں زندگی اور موت کے کھیل کے دوران بے گنا لوگ زخمی اور شہید ہوئے تو اس دوران یہ رینگتے ہوئے جاتے اور اپنے زخمی ساتھیوں کو پانی پلاتے۔ ناصر محمود خان صاحب نے اپنے ساتھیوں کی جان بچانے کے لیے دشمن کی طرف سے پھینکا جانے والا گرنیڈ اپنے ہاتھوں میں لیا اور یوں ان دونوں نوجوانوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ اور تاریخ احمدیت میں ہمیشہ ہمیش کے لیے رقم ہوگئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
"میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسے اپنے نفس سے کرتے ہو اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہئے نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنالی جائے"۔

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۶۹ الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۶)

خلافت احمدیہ نے اسلام کا اخوت اور بھائی چارے کا یہ عالمی پیغام

"LOVE FOR ALL, HATEED FOR NONE"

کے جامع الفاظ میں پیش کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ نے ۱۹۷۰ کی دہائی میں سپین میں مسجد کی بنیاد کے موقع یہ نمایاں طور پر پیش فرمایا۔ اور یہی قرآن کے بنیادی اصولوں پر قائم الفاظ آج جماعت کا عالمی امتیاز ہیں۔

اسی عالمی اصول کے تحت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے "Humanity First" کی بنیاد ۱۹۹۵ میں رکھی جب بوسنیہ کے اندر انسانیت پر ظلم کا بازار گرم تھا۔ اس ادارے کے زیرِ انتظام دنیا کے مختلف خطوں میں خوراک، صحت، پانی، تعلیم اور آفات میں امداد کے متعدد مستقل پروگرام کامیابی کے ساتھ جاری ہیں۔

۲۰۲۴ کے Humanity First Day میں ۲۴ ممالک کی شمولیت کے ساتھ عالمی ہمدردی اور یکجہتی کا عملی مظاہرہ ہوا۔ افریقہ کے کئی ممالک میں بزرگوں، یتیموں اور معذوروں تک خوراک اور حفظانِ صحت کی کِٹس پہنچانا، برازیل میں وبا کے دنوں میں امداد فراہم کرنا، اور جنوبی افریقہ میں ماسک و ہینڈ سینیٹائزر کی تقسیم، یہ سب اجتماعی ایثار و قربانی کی روشن مثالیں ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بارہا ارشاد فرمایا کہ انسانیت کی خدمت عین عبادت ہے اور حقیقی اخوت اسی وقت پروان چڑھتی ہے جب ہم کمزور طبقات کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں یہ اصول حضور نے مختلف خطابات میں واضح فرمایا۔ حضور انور کے خطبات میں سیرت نبوی کے ابواب، اسیرانِ بدر کے ساتھ حسن سلوک، مواخات مدینہ اور انصار کا ایثار بار بار یاد دلایا جاتا ہے تا کہ جماعت اس اعلیٰ معیار اخلاق کو آج کی دنیا میں زندہ کرے۔

جس معاشرے میں ہم آج رہ رہے ہیں، اس میں مادیت پرستی کی بیماری نے اخوت اور بھائی چارے کو کھوکھلا کر دیا ہے جبکہ لالچ اور مال و دولت کی حَوس نے رحمی رشتوں تک کو پامال کر دیا ہے۔ جس بھائی چارے کی بنیاد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی، اسے آپ ہی کے ماننے والوں نے پامال کر دیا ہے۔ وہی اصول جو مسلمانوں کے سر کا تاج تھے انہیں غیر اقوام نے اپنے پاؤں تلے روند ڈالا۔ اسی بدحالت کو دیکھ کر خدا نے تم میں سے تمہی میں سے ایک امام بھیجا تا کہ دین کی تجدید ہو سکے۔ اس امام نے اور اس کے خلفاء نے تمہیں انہی اصولوں کی یاد دہانی کروائی اور دوبارہ وہی تاج مسلمانوں کے سر پر رکھنے کا طریق بتایا۔

پس احمدی مسلمان کے لیے اخوت کوئی وقتی سماجی نعرہ نہیں بلکہ عہدِ بیعت کی روح ہے۔ ہر تعامل میں ہمدردی، ہر اختلاف میں عدل اور ہر نعمت میں دوسروں کی شراکت ایک لازمی امر ہے۔

اسلام کا پیغام ایک اخلاقی انقلاب ہے جس کی روح اخوت اور ایثار ہے۔ قرآن کریم نے ہمیں بھائی بھائی بنایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایمان کی کسوٹی بتایا، مسیح موعود علیہ السلام نے ہمدردیِ خلق کو دین کا خلاصہ ٹھہرایا اور خلافت احمدیہ نے اسے زمانے کے سامنے ایک عالمی ضابطہ حیات کے طور پر پیش کر دیا۔ اب ہر احمدی پر فرض ہے کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں اس تعلیم کو زندہ مثال بنا دے چندے کی تحریکات میں حصہ، وقت پر خدمت خلق کا حصہ، زبان میں خیر خواہی اور دل میں سب کے لیے دعا، یہی وہ راہ ہے جس پر چل کر ہم "جو اپنے لیے پسند کرو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرو" کو عین ایمان بناتے ہیں اور دنیا کے دل میں اسلام کا اصل تعارف، محبت، عدل، اور رحم کو روشن کرتے ہیں۔

اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم قران و سنت اور خلافت کی رہنمائی میں حقیقی اخوت کے علمبردار بنیں۔ آمین۔

هو رَجُلٌ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
”أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ ؟ “ قَالَ: ” تُطْعِمُ الطَّعَامَ
وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ . “

ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اسلام کا کونسا عمل بہترین
ہے؟ فرمایا: (یہ کہ) تو کھانا کھلائے اور سلامتی کی دعا کرے، اس کے لئے جس
کو تو جانتا ہے اور اس کے لئے بھی جسے تو نہیں جانتا۔

(صحیح البخاری ، کتاب الإیمان، بَاب: إِطْعَامُ الطَّعَامِ مِنَ الْإِسْلَامِ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، پس اس پر ظلم نہ کرے اور نہ ظلم ہونے دے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی ایک مصیبت کو دور کرے، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک بڑی مصیبت کو دور فرمائے گا۔
اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب چھپائے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب لاَ یَظْلِمُ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ وَلاَ یُسْلِمُهُ)

ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تقویت پہنچا رہا ہوتا ہے۔ پھر آپؐ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں خوب اچھی طرح سے پیوست کر کے بتایا کہ ایک حصہ دوسرے کے لیے اس طرح تقویت کا باعث ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب تشبیک الاصابع فی المسجد)

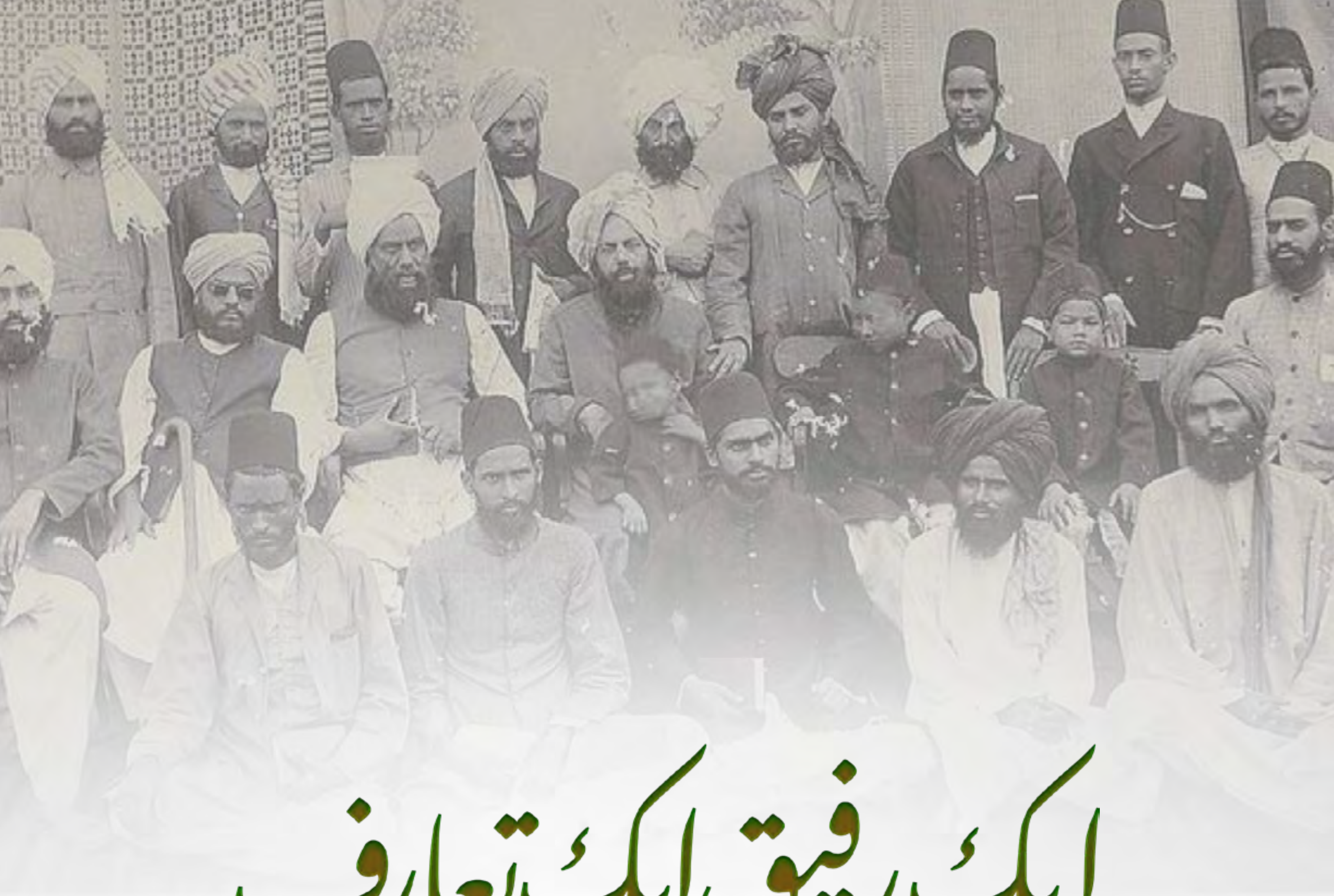

ایک رفیق ایک تعارف

حضرت بھائی عبد الرحمٰن قادیانی صاحب رضی اللہ عنہ

(حصہ دوم)

حضرت بھائی عبد الرحمٰن قادیانی صاحب رضی اللہ عنہ

تحریر از: عدیل احمد

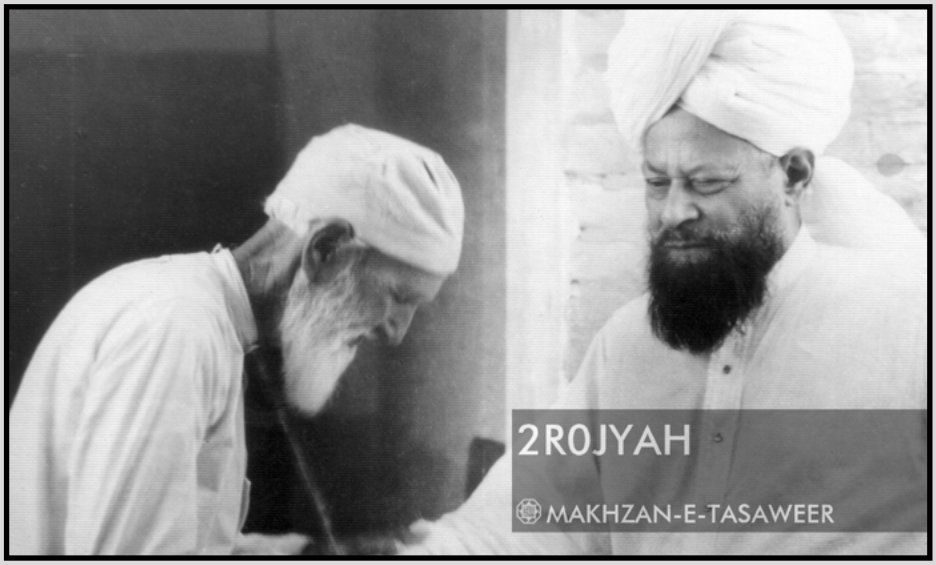

قادیان میں رہائش

آخر والدین مایوس ہو گئے تو انہوں نے آپ کو اسلام پر ہی ٹھہرنے دیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ بیمار ہو گئے اور جلد ہی یہ بیماری تپ دق میں بدل گئی اور تیسرے درجے پر پہنچ گئی۔ آپ نے علاج تو جاری رکھا لیکن فرق کوئی نہ ہوا۔ اس پر حضور نے دوادی اور دعا بھی کی جس سے آپ کی صحت کافی بہتر ہو گئی حضور نے آپ کی بیماری میں جب آپ صحتیاب ہو رہے تھے پوچھا کہ میاں عبدالرحمان کیا حال ہے آپ نے فرمایا کہ حضور موت کے بعد ایک نئی زندگی ملتی ہے جس پر حضور نے فرمایا کہ کفر کا گوشت پوست تھا وہ جاتا رہا ہے۔ اب خیر ہے اب اسلامی گوشت پیدا ہو گا۔ اس دوران آپ کی والدہ بھی قادیان تشریف لائیں اور کافی نیک اثر لیکر گئیں۔ آپ بھی ان کے ساتھ وطن واپس گئے۔ اور اچھے طریق پر رہے اور ڈیڑھ ماہ آپ وطن میں رہے۔

شادی

آپ کی دو شادیاں ہوئی پہلی شادی ہندوانہ رسم و رواج پر ہوئی اس وقت آپ کی عمر بمشکل ۱۱، ۱۲ سال تھی۔ اس عورت کا نام گیان دیوی تھا۔ اس کے بطن سے ایک بچی پیدا ہوئی۔ جو زندہ نہ رہی۔

دوسری شادی آپ کی شیخ علی محمد صاحب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی زینب بی بی صاحبہ سے ۱۹۰۱ کے اواخر یا ۱۹۰۲ کے آغاز میں ہوئی۔

سعادتِ گواہی و رفاقت

آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۷ نشانات کا گواہ بننے کی توفیق بھی ملی اور حضور کی تصنیف نزول المسیح میں ان ۷ پیشگوئیوں میں بطور گواہ آپ کا نام "شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی" یا "شیخ عبد الرحمٰن صاحب" تحریر شدہ ہے۔ ان نشانات میں لیکھرام اور خطبہ الہامیہ والی پیشگوئیاں بھی شامل ہیں نیز اس کے علاوہ آپ کو دوسری کافی سعادتیں نصیب بھی ہوئیں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری سفر لاہور کا حصہ بھی تھے اور واپسی پر جب حضور علیہ السلام کے جسد اطہر کو واپس لے کر قادیان جا رہے تھے تو آپ کی ڈیوٹی حضرت اماں جان رضی اللہ عنہ کے رتھ (carriage) کے ساتھ تھی۔

خلافت سے تعلق و خدمات

خلافت اولیٰ میں جب ایک مخصوص طبقہ نے خلافت کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ اس وقت بھائی صاحب مؤیدین خلافت میں سے تھے اور فدائی تھے آپ مجلس انصاراللہ کا حصہ تھے۔ جس نے اس فتنہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

اس کے علاوہ جب ۱۹۴۴ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا تو حضور کی خواہش پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے رضی اللہ عنہ نے جن ۱۳۵ افراد کو چلہ کشی والے کمرے میں داخل فرمایا ان میں آپ بھی شامل تھے۔ اور وہاں حضور کے حکم کے مطابق اسلام کی شوکت کے لیے دعا فرمائی گئی۔

تقسیم ہند کے بعد جن ۳۱۳ درویشان کو قادیان کی حفاظت کی لیے پیچھے رہنا پڑا آپ ان میں بھی شامل تھے۔ اس دوران آپ مجلس کارپرداز قبرستان کے ممبر بھی رہے۔ اس کے علاوہ حضرت مولوی عبد الرحمٰن جٹ صاحب رضی اللہ عنہ ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کی غیوبت میں آپ ان عہدوں کے قائم مقام بھی رہے، خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقرر ہوئے۔

وفات

حضرت بھائی صاحب رضی اللہ عنہ ۱۹۶۰ میں ربوہ جلسہ سالانہ پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ جلسہ کے بعد آپ کراچی جا رہے تھے پہلے ربوہ سے لاہور اور لاہور میں آپ کی طبیعت خراب ہونا شروع ہو گئی۔ تھوڑی سی بہتری آجانے کے بعد آپ ۵ جنوری کو کراچی روانہ ہوئے اسی سفر میں آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی اور آپ ۵ اور ۶ جنوری کی درمیانی شب راستہ ہی میں وفات پا گئے۔ پہلی نماز جنازہ ربوہ میں ۷ جنوری کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ اس کے بعد جنازہ کو لاہور لے جایا گیا جہاں حضرت میاں محمد یوسف صاحب رضی اللہ عنہ (نائب امیر لاہور) نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد اگلے دن صبح ۹ بجے قادیان میں حضرت مولوی عبد الرحمٰن جٹ صاحب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔

ختم شد

فرمان حضرت مسیح موعودؑ

عزیزو! اپنے سلسلہ کے بھائیوں سے جو میری اس کتاب میں درج ہیں باستثنا اس شخص کے کہ بعد اس کے خدائے تعالیٰ اس کو رد کر دیوے خاص طور سے محبت رکھو اور جب تک کسی کو نہ دیکھو کہ وہ اس سلسلہ سے کسی مخالفانہ فعل یا قول سے باہر ہو گیا تب تک اس کو اپنا ایک عضو سمجھو لیکن جو شخص مکاری سے زندگی بسر کرتا ہے اور اپنی بدعہدیوں یا کسی قسم کے جورو جفا سے اپنے کسی بھائی کو آزار پہنچاتا ہے یا وساوس و حرکات مخالف عہد بیعت سے باز نہیں آتا وہ اپنی بدعملی کی وجہ سے اس سلسلہ سے باہر ہے۔ اس کی پرواہ نہ کرو

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳، صفحہ ۵۵۲)

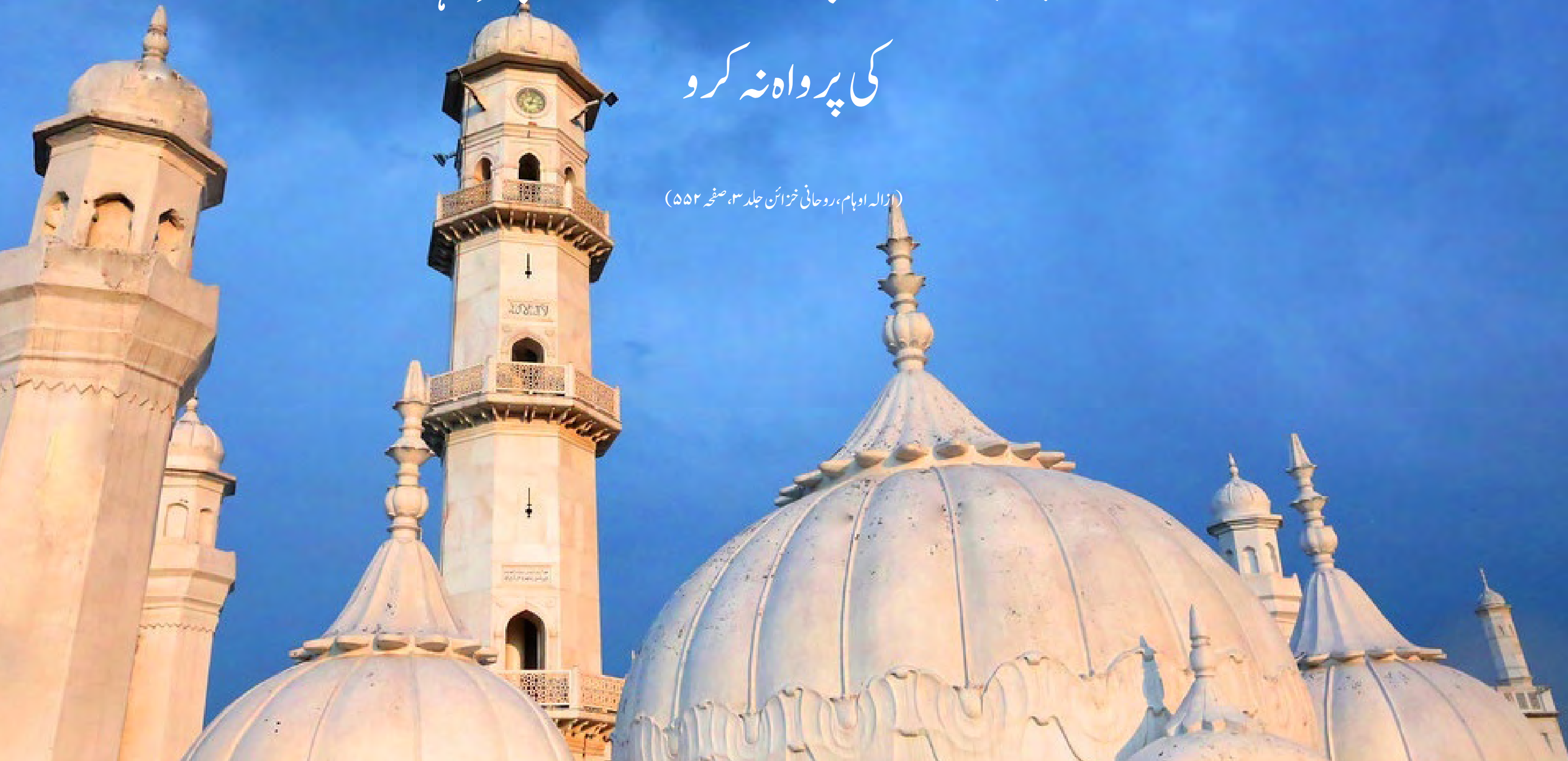

جامع الترمذی

تعارف

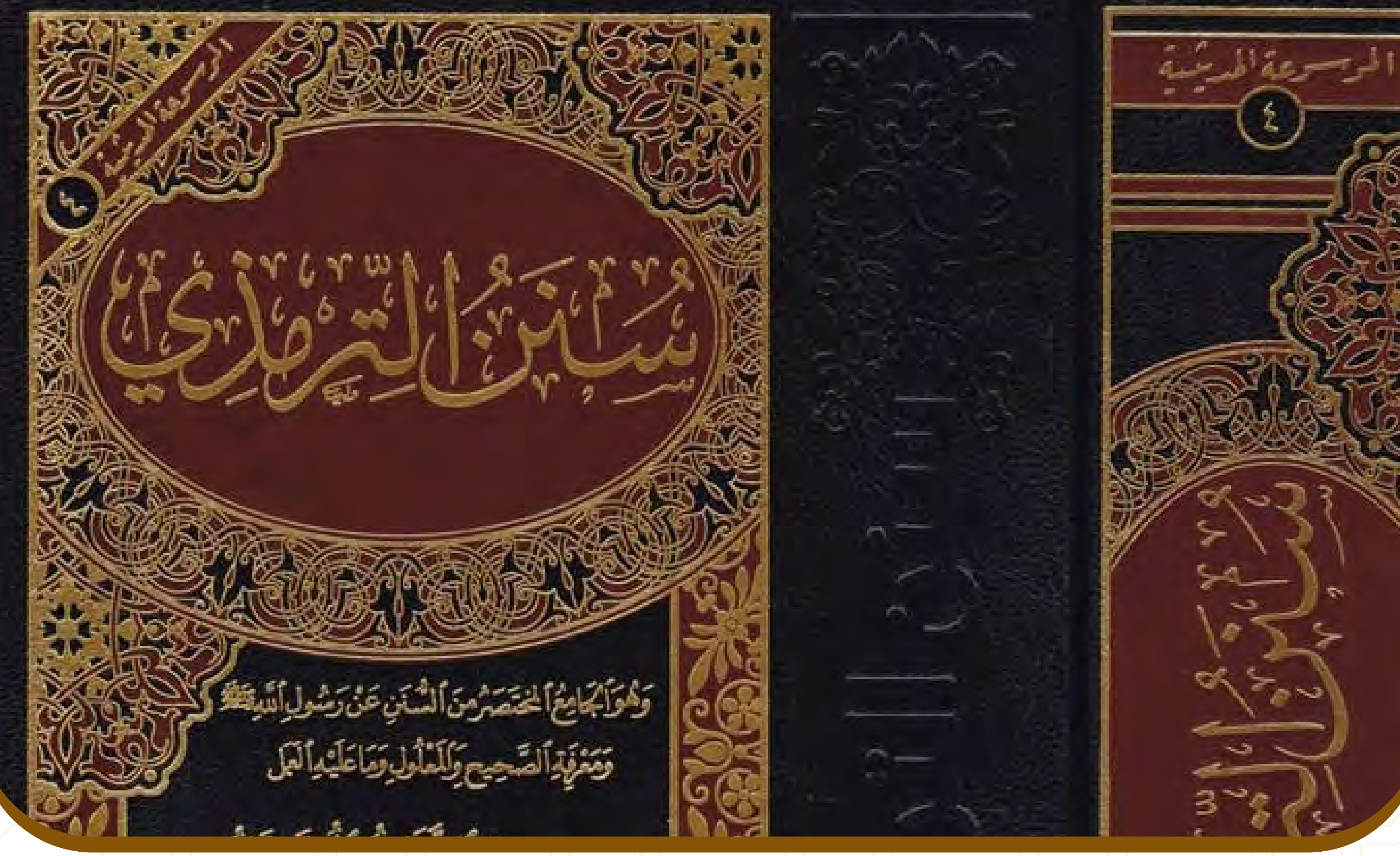

جامع الترمذی

سنن الترمذی کے نام سے بھی معروف ہے

ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ (وفات ۲۷۹ھ / ۸۹۲ء)

تعارف تحریر از عطاء الکریم گوہر

جامع الترمذی—جو سنن الترمذی کے نام سے بھی معروف ہے—صحاح ستہ میں سے ایک ہے۔ اسے ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ (وفات ۲۷۹ھ / ۸۹۲ء) نے ہجرت کے تیسرے صدی میں مرتب کیا، جو حدیث کے علم کی بنیاد رکھنے کا دور تھا۔ یہ کتاب نہ صرف نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی احادیث کا معتبر ذخیرہ ہے بلکہ فقہی استدلال کے لیے ایک عملی رہنمائی بھی فراہم کرتی ہے۔

اگرچہ اسے عام طور پر سنن الترمذی کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی ترتیب فقہی ابواب کے مطابق ہے، مگر یہ جامع کی تعریف پر بھی پوری اترتی ہے۔ فنِ حدیث میں، سنن ایسی کتاب کو کہا جاتا ہے جو فقہی موضوعات کے اعتبار سے مرتب ہو اور زیادہ تر قانونی احکام پر مشتمل ہو، جبکہ جامع ایک ایسی مکمل حدیثی تصنیف ہے جس میں آٹھ بڑے موضوعات شامل ہوں:

- عقیدہ
- آداب واخلاق
- فضائل
- فقہی احکام
- تفسیر قرآن
- علاماتِ قیامت ورقائق
- سیرت وتاریخ
- فتن وآزمائشیں

امام ترمذیؒ کی کتاب میں یہ دونوں خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ اس کے ابواب کی ترتیب سنن کے انداز میں ہے—طہارت، نماز اور دیگر فقہی مسائل سے آغاز کرتے ہیں—مگر اس میں عقیدے کی بحث، اخلاقی نصیحتیں، تفسیرِ قرآن، تاریخی روایات اور آخرت سے متعلقہ احادیث بھی شامل ہیں۔ یہی جامع اور سنن کی خصوصیات کا امتزاج اس کتاب کو ہمہ گیر بناتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں ناموں سے منقول ہوئی۔

تاریخی پس منظر

جامع الترمذی کی تدوین تیسری صدی ہجری کے آخر میں (تقریباً ۲۵۰ھ–۲۷۰ھ / ۸۶۴ء–۸۸۴ء) میں ہوئی، یعنی صحیح البخاری کی تکمیل کے بعد اور تقریباً صحیح مسلم کے زمانے میں۔ امام ابو عیسیٰ الترمذیؒ، امام بخاریؒ کے براہِ راست شاگرد تھے اور ان کے دقیق علمی منہج اور تنقیدی بصیرت سے گہرا اثر لیا۔ آپ نے امام مسلمؒ سے بھی ملاقات کی اور ان سے روایت کی، اور دونوں کے اساتذہ وروایات میں کافی اشتراک ہے۔

اس قریبی علمی تعلق نے امام ترمذیؒ کو اس بات کا موقع دیا کہ وہ اپنے اساتذہ کے سخت معیارات سے استفادہ کریں اور ساتھ ہی اپنی منفرد خدمات پیش کریں—جیسے حدیث کی درجہ بندی میں ''حسن'' کے فنّی استعمال کو متعارف کرانا اور روایات کے ساتھ فقہی توضیحات کو شامل کرنا۔

امام ترمذیؒ سے روایت ہے کہ ان کے استاد، امام بخاریؒ نے ان کے بارے میں فرمایا:

''ما انتفعت بكَ أكثرَ مما انتفعتُ بيك''

ترجمہ: میں نے تم سے زیادہ فائدہ اٹھایا ہے، جتنا تم نے مجھ سے لیا ہے۔

(سوالات الترّمذی عن البخاری فی احادیث فی جامع الترّمذی صفحہ ۱۴۴)

یہ قول امام بخاریؒ کی عظیم علمی تواضع اور احترام کا مظہر ہے، کیونکہ عام طور پر استاد کے لیے یہ کہنا غیر معمولی بات ہے کہ اسے اپنے شاگرد سے زیادہ فائدہ حاصل ہوا۔ اس بیان سے امام ترمذیؒ کی علمی مہارت، گہرائی اور علمِ حدیث میں ان کی بے مثال قابلیت اجاگر ہوتی ہے، اور یہ واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے استاد کی توجہ اور قدر دانی حاصل کی۔ یہ عبارت نہ صرف امام ترمذیؒ کی علمی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے بلکہ ابتدائی محدثین کے درمیان احترام اور باہمی تعلقات کی ایک نمایاں تصویر بھی پیش کرتا ہے

فنِ حدیث میں حسن کی اصطلاح

قدیم فنِ حدیث میں 'حسن' اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کی سند متصل ہو، راوی ثقہ اور عادل ہوں، مگر ایک یا چند راویوں میں وہ اعلیٰ درجے کی ضبط نہ پائی جائے جو صحیح کے لیے ضروری ہے، اور اس میں کوئی بڑی علت یا شذوذ نہ ہو۔

یوں حسن صحیح اور ضعیف کے درمیان ایک درمیانی درجہ ہے۔

ابتدائی محدثین بعض اوقات ''حسن'' کو صرف لغوی معنی میں یعنی اچھی یا قابلِ تعریف روایت کے طور پر استعمال کرتے تھے، لیکن امام ترمذیؒ نے اس کو فنّی اور اصطلاحی طور پر باقاعدہ متعین کیا۔ جامع الترمذی میں امام ترمذیؒ نے اس درجے کو کبھی اکیلا اور کبھی مرکب صورت میں استعمال کیا، جیسے حسن صحیح (یعنی مختلف محدثین کے نزدیک اس کی درجہ بندی میں فرق ہے) یا حسن غریب (اچھی روایت مگر سند نادر ہے)۔

یہ منہجی جدت بعد کے محدثین مثلاً ابن حجر عسقلانیؒ اور امام نوویؒ پر بھی اثر انداز ہوئی اور اس سے ان روایات کا دائرہ بڑھا جو فقہی واعتقادی دلائل میں قابلِ استعمال سمجھی گئیں۔

حدیث درج کرنے کے بعد امام ترمذیؒ اکثر علما کے اختلافات نقل کرتے، مؤید روایات کے راویوں کے نام ذکر کرتے اور علاقے کے فقہی عمل کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اس پہلو نے اس کتاب کو ایک تنقیدی ماخذ اور تدریسی نصاب دونوں حیثیتوں سے ممتاز بنا دیا۔

اور دوسرے طور پر جو ہمدردی بنی نوع سے متعلق ہے اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ اپنے بھائیوں اور بنی نوع سے عدل کرو اور اپنے حقوق سے زیادہ اُن سے کچھ تعرض نہ کرو اور انصاف پر قائم رہو۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد ۳، صفحہ ۵۵۱)

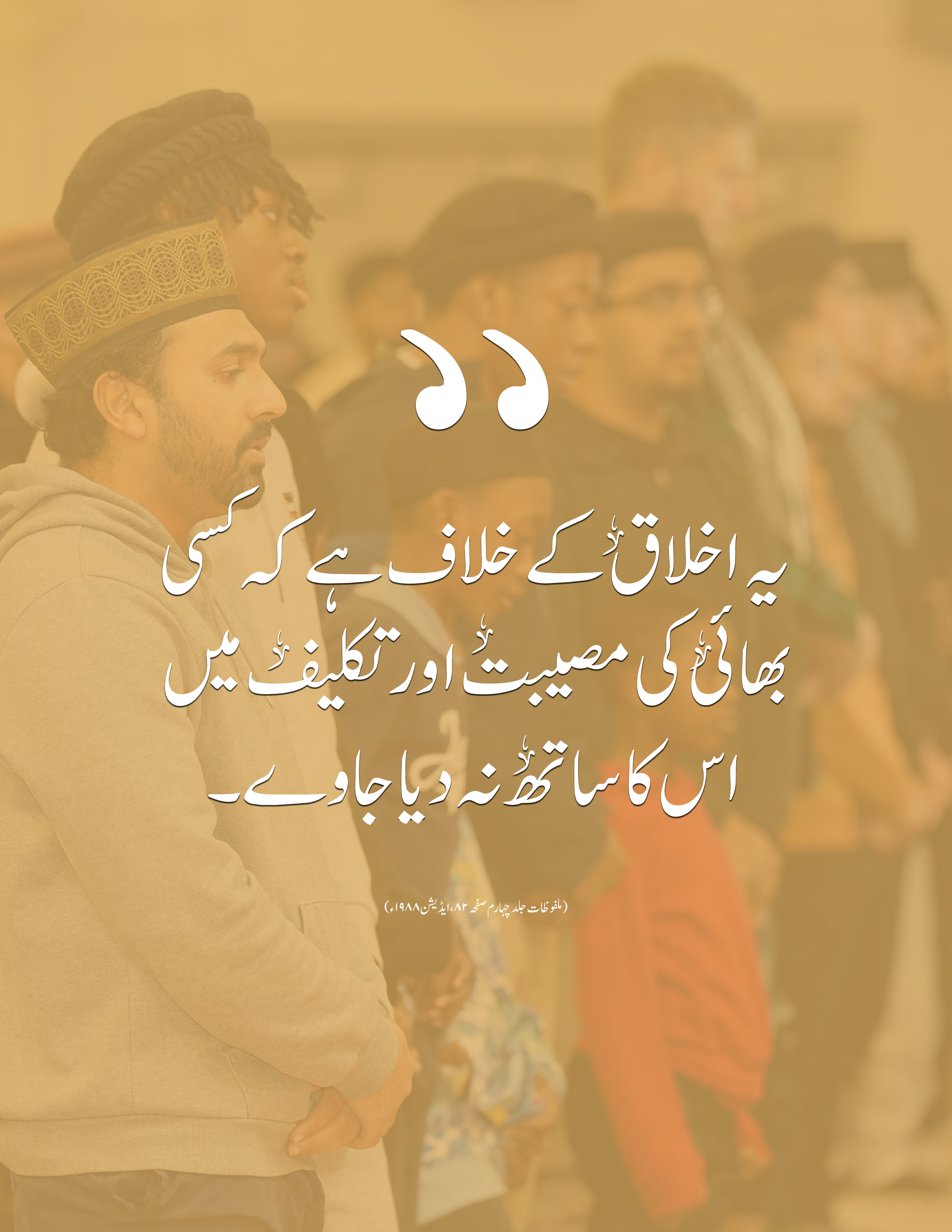
یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی
بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں
اس کا ساتھ نہ دیا جاوے۔
(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۸۲، ایڈیشن ۱۹۸۸ء)

اقتباسات

بھائی چارے و اخوت کا تقاضا کیا ہے؟

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (سورۃ الحشر، آیت ۱۱)

اور جو لوگ اُن کے بعد آئے وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی جو ایمان میں ہم پر سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے کوئی کینہ نہ رہنے دے۔ اے ہمارے ربّ! یقیناً تو بہت شفیق (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہنرل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول، صفحہ ۲۴۲-۲۴۳)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب صفوں میں ایک مومن اپنے بھائیوں کے دوش بدوش اور پہلو بہ پہلو کھڑا ہو گا تو ہمیشہ اس کے دل میں یہ خیال آتا رہے گا کہ روحانی طور پر بھی اسے اپنے تعلقات اخوت کو مضبوط رکھنا چاہئے اور اپنے بھائیوں سے لڑنا نہیں چاہئے۔ جو شخص پانچ وقت کی نمازوں میں اپنے بھائی سے ایک ذرہ آگے پیچھے نہیں ہو گا وہ اور معاملات میں اختلاف کب گوارا رکھ سکتا ہے۔ پس صفوں کی درستی کے نتیجہ میں اس کے قلب میں ایسی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ جو قومی اتحاد کے لئے بمنزلہ روح کے ہو گی

(خطبات محمود جلد ۱۳، صفحہ ۴۴۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

دنیا میں ہر احمدی یہ دعا کرے کہ جہاں احمدی مشکلات میں گرفتار ہیں اور اس لئے گرفتار ہیں کہ انہوں نے مسیح محمدی کی بیعت کی ہے، اس زمانے کے امام کو مانا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن تمام جگہوں پر ان کی پریشانیاں دور فرمائے۔ خاص طور پر پاکستان ہے، انڈونیشیا ہے، شام ہے اور بعض دوسرے ممالک ہیں، ان جگہوں پر اللہ تعالیٰ احمدیوں کے لئے آسانی کے سامان مہیا فرمائے، اُن کی آزادی کے سامان پیدا فرمائے۔ اور یہ بہت اہم دعا ہے جو اخوّت اور بھائی چارے کے اظہار کے لئے ضروری ہے۔ اور اخوت اور بھائی چارے کے اظہار کا یہ تقاضا ہے کہ ہم ضرور یہ دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

۔۔۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کے لیے غائبانہ دُعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی ایسا ہی ہو۔ کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ مَیں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔

(خطبہ جمعہ ۲۷/ دسمبر ۲۰۱۳ء)